(TQ Lesson 248 Surah Mumin 1-22 tafsir2)

پھر آپ دیکھئے کہ آیت نمبر 7 سے 9 تک ایک اور اہم بات کا تعارف کروایا جا رہا ہے اور وہ کیا ہے کہ اہل مکہ ملائکہ کو اللہ کا مقرب سمجھتے تھے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے اور سمجھتے تھے کہ ان کے ذریعے سفارش ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں یہاں پہ آیت نمبر 7 سے 9 تک کہ فرشتوں کی حیثیت کیا ہے فرشتوں کا حال کیا ہے

آیت نمبر 7. الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

ترجمہ۔ عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: "اے ہمارے رب، تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچا لے اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے

الَّذِينَ وہ جو **يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ** جو اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو تو وہ ملائکہ جو کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ عرش کو اٹھانے والے ملائکہ عام ملائکہ نہیں ہیں بڑے خاص ملائکہ ہیں خواص میں سے ہیں مقربین میں سے ہیں اللہ کے بہت قریب ہیں۔ تو وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں **وَمَنْ حَوْلَهُ** اور جو عرش کے اردگرد ہیں قریب قریب عرش کے تو ایک ہیں عرش کو اٹھانے والے اور ایک ان کے قریب تو یہ سارے ملائکہ کیا کرتے ہیں؟ جو اللہ کے اتنے خواص ہیں جو افضل ہیں **يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی اس کی حمد کے ساتھ ان کا کام یہ ہے کہ اللہ کی تسبیح اور تحمید بیان کریں۔ وہ کیا کرتے ہیں نمبر 1۔ یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے کمالات اس کی خوبیاں اس کا اثبات کرتے ہیں اور نمبر 2۔ کیا کرتے ہیں **وَيُؤْمِنُونَ بِهِ** اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے ہم خدا ہیں وہ الوہیت کے قائل نہیں ہیں۔ تو کیا بات پتہ چلی بڑے عاجز ہیں وہ کیسے ہیں ایمان لانے والے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ خدا کے بندوں کی طرح ایمان رکھتے ہیں جیسے عام انسان ایمان لاتے ہیں ان کی طرح ہیں۔ نمبر 3. کیا کرتے ہیں **وَيَسْتَغْفِرُونَ** اور وہ استغفار کرتے ہیں بڑی خوبصورت آیت ہے اصل میں یہ جو آیت نمبر 2,3 جس میں اللہ کا تعارف، اللہ کی بڑائی، اللہ کا جلال، اللہ کا عقاب بڑے زبردست طریقے سے بیان کیا گیا انہی آیتوں کو بیان کرتے جائیں تو کتابیں لکھی جائیں اور ایک انسان کی ایسی جرأت کے مجادلہ اور کفر اور تکذیب اور پچھلی قوموں سے عبرت نہ حاصل کرے اور اللہ کی دوسری مخلوق فرشتے اللہ کے اتنے قریبی ،اللہ کی الوہیت کے قائل ہیں اللہ پر ایمان لانے والے اور استغفار کرنے والے کس کے لئے؟ **لِلَّذِينَ آمَنُوا** ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور یہ استغفار کیوں کرتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے فرشتوں کی خشیت کا، فرشتوں کے ایمان لانے کا آپ پیچھے بھی پڑھ چکی ہیں سورۃ الصافات میں کہ کس طرح فرشتے اللہ کا ذکر کرتے ہیں کس طرح وہ اللہ کی تسبیح کے لئے قطاریں اور لائنیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں کیسے ؟ ایک تو لائن میں یعنی نظم و ضبط اور دوسرا یہ کہ وہ پر پھیلا کر کھڑے ہیں جونہی اللہ حکم دے اور وہ فوراً اللہ کے حکم پر اطاعت کریں سورۃ الشوریٰ آیت پانچ میں بھی آتا ہے **تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ** اور خدا کی خشیت اور جلال سے قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑے **ۚ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** اپنے رب کی اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں **وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ**

أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (5- الشوریٰ) اور زمین والوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ کیوں وہ استغفار کرتے ہیں؟ کہ افسوس زمین والے انسان اللہ کی قدرت اللہ کے کمالات سے واقف ہی نہیں ہیں زمین والے حقیقت سے باخبر نہیں ہیں ان کو اللہ کے آگے جھکنا چاہئے سجدہ کرنا چاہئے اس لئے وہ استغفار کرتے ہیں **لِلَّذِينَ آمَنُوا** جو ایمان لائے ہیں اب اہلِ مکہ سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں انہوں نے سفارش تو کیا کرنی ہے فرشتوں کی سفارش کی نوعیت کیا ہے؟ **رَبَّنَا** فرشتے کہتے ہیں ہمارے رب **وَسِعْتَ** اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ اے ہمارے رب تو نےاحاطہ کیا ہوا ہے تُو نے سما لیا ہے کس چیز کو سمایا ہے **كُلَّ شَيْءٍ** ہر چیز پر تُو احاطہ کئے ہوئے ہے کس چیز سے؟ **رَحْمَةً** اپنی رحمت سے **وَعِلْمًا** اور علم سے تو فرشتے یہ کہتے ہیں کہ تیرا علم ہر چیز پر محیط ہے اور تُو کسی کے ساتھ جو بھی معاملہ کرے گا وہ تیری رحمت اور تیرے علم کے مطابق ہوگا اب آپ دیکھ لیں آپ نے آیت نمبر 2 میں پڑھا تھا **الْعَزِيزِ** اور **الْعَلِيمِ** اور آیت نمبر 3 میں پڑھا تھا کہ اللہ کیا کرنے والا ہے؟ **غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ** تو یہ اللہ تعالی کی رحمت ہے۔ یہاں پر بھی فرشتے کیا کہتے ہیں کہ اپنی رحمت اور علم سے تُو نے ہر ایک پر احاطہ کیا ہے تیرے فیصلے بڑے خوبصورت ہیں بڑے بہترین ہیں تیری قرآن مجید کی جو نعمت ہے کیا ہے؟ **الرَّحْمَنُ (1) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (2)** تو اللہ کی بات کوئی بھی غلط بات نہیں ہے۔ فرشتے تو دعا کریں فرشتے تو ایمان لائیں وہ تو استغفار کریں اور ان کی دعا ہو کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اے اللہ تیری رحمت اور علم جو ہر ایک پر چھایا ہوا ہے **فَاغْفِرْ** پس تُو بخش دے پس تُو معاف کر دے اور یہاں پر آپ دیکھیں حکمیہ صیغہ ہے کہ ان کی درخواست کا انداز کیا ہے؟ **فَاغْفِرْ** پس اے اللہ تُو معاف کر دے **لِلَّذِينَ** ان لوگوں کے بارے میں وہ کہتے ہیں **تَابُوا** وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی **وَاتَّبَعُوا** اور جنہوں نے پیروی کی ، جو شرک چھوڑ دیتے ہیں جو بدعقیدگی بدعملی سے توبہ کرتے ہیں اور وہ چل پڑتے ہیں **سَبِيلَكَ** تیرے راستے پر **وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ** پس آپ ان کو بچا لیجیے جہنم کے عذاب سے۔ یہ ہے فرشتوں کی سفارش اب آپ دیکھیں وہ بس دعا کرتے ہیں وہ تو عاجز ہیں اللہ کی اطاعت کرنے والے فرشتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ فرشتے جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے وہ 4 ہیں لیکن قیامت والے دن ان کی تعداد 8 ہو جائے گی اور پھر کیا پتہ چلا کہ ان کے پاس اوربھی ہیں **وَمَنْ حَوْلَهُ** وہ سب مل کر یہ کام کرتے ہیں تو آپ دیکھ لیجیے کہ آیت نمبر 7 فرشتوں کا تعارف کروا رہی ہے کہ یہ ہیں فرشتے یہ ہے ان کی حیثیت مزید آیت نمبر 8 میں تفصیل ہے

آیت نمبر 8- رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ۔ اے ہمارے رب، اور داخل کر اُن کو ہمیشہ رہنے والی اُن جنتوں میں جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے، اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (اُن کو بھی وہاں اُن کے ساتھ پہنچا دے) تو بلا شبہ قادر مطلق اور حکیم ہے

رَبَّنَا فرشتے درخواست کرتے ہیں اے ہمارے رب **وَأَدْخِلْهُمْ** اور تُو ان کو داخل کر دے کن کو داخل کر؟ وہ لوگ جو **تَابُوا** ہیں **وَاتَّبَعُوا** ہیں جو ایمان لانے والے ہیں ان کو آپ داخل کر دیجئے **جَنَّاتِ** جنتوں میں **عَدْنٍ** ہمیشہ رہنے والی ایسی جنتوں میں جو ہمیشہ رہنے والی ہیں **الَّتِي** وہ جو **وَعَدْتَهُمْ** تُو نے وعدہ کیا ہے ان سے۔ تو اے ہمارے رب تُو ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دینا ان پر کرم کرنا تیری رحمت ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہے ان بھولے ہوئے لوگ پر بھی رحم کر ان کے گناہ معاف کرنا اور ان کو

جنت میں داخل کر دینا جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور تُو نے ان سے وعدہ کیاہے اور کن سے؟ **وَمَنْ صَلَحَ** اور جو نیک ہیں **صَلَحَ ، صُلُوحٌ** (مصدر) سے ہے نیک متقی لوگوں کے لئے بھی آتا ہے **صَلَحَ** نیکیوں کے لئے بھی آتا ہے اور ان سے جو کہ نیک ہیں نیکی کرنے والے ہیں **آبَائِهِمْ** ان کے باپ دادا سے **وَأَزْوَاجِهِمْ** اور ان کی ازواج **وَذُرِّيَّاتِهِمْ** اور ان کی اولاد میں سے تو ان کے باپ داد اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی ان سب کو جو نیک ہیں ان کو جنت میں داخل کر دینا **إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** بے شک تُو ہی غالب ہے حکمت والا ہے تو اس کے معنی کیا ہیں کہ اگر کسی کے گھر والے جنت میں گئے ہیں تو اے اللہ تو جنت میں (کیونکہ جنت کے بھی مختلف درجے ہیں کچھ اوپر کے ہیں کچھ نیچے کے ہیں) تو اے اللہ تعالی جنت میں ایمان لانے والوں کو جنھوں نے پیروی کی اور ان کی اولاد کو بھی ان کے آباؤاجداد کو بھی اگر کسی کے عملوں میں کچھ کمی بیشی بھی ہے تو ان کو اکٹھا کر دینا جیسے سورۃ الطور آیت 21 میں آتا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ (21- الطور)** "جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اُن کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اُس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) اُن کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہن ہے" تو عملوں کے لحاظ سے ان کے جنت کے درجے ایک جیسے نہیں تھے تو اللہ تعالی کیا کریں گے جو ادنیٰ درجے میں تھا اس کو اعلی مقام تک(اوپر والے درجے تک پہنچا دیں گے) ایسے نہیں کریں گے کہ اعلیٰ مقام میں کمی کر کے نیچے والے مقام پر لے آئیں ادنیٰ کو اٹھا کر اعلیٰ پر کریں گے اور اس کے عمل کی کمی کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیں گے تو اب آپ دیکھ لیں کہ فرشتے اس حقیقت سے واقف ہیں کہ جنت کا داخلہ ہوتا ہے توبہ سے اور اتباع سے صراط مستقیم پر چلنے سے اس لئے فرشتے یہ نہیں کہہ رہے کہ نسب اور خاندان کی بنیاد پر جو بھی ان کے رشتے دار ہیں ان کو جنت میں داخل کر دیں بلکہ کیا ہے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں **إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اور یہی بات تو سورۃ المائدہ کی آیت 118 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے آپ پڑھ چکیں انہوں نے بھی کیا کہا تھا" اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو **إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** آپ بلاشبہ قادر مطلق اور حکیم ہے"- " **إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ"** یہ جو جملہ ہے اس کا مطلب ہے کہ اپنا آپ اللہ کے سپرد کر دینا " **التفویض الی اللہ "** کا یہ کلمہ ہے کہ اللہ تُو جو چاہے کر سکتا ہے تُو غالب ہے اور تیرے فیصلے حکمت پر مبنی ہیں تو یہ ہے فرشتوں کی سفارش اہلِ زمین کے لئے دراصل وہ استغفار کرتے ہیں ڈرتے ہیں کہ یہ اہلِ زمین کیا کر رہے ہیں تو آپ دیکھ لیں اہلِ زمین اور اہلِ عرش کا رشتہ ایمان کا رشتہ ہے کتنا خوبصورت رشتہ ہے کہ وہ بھی اہلِ ایمان کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

آیت نمبر 9۔ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
ترجمہ۔ اور بچا دے اُن کو برائیوں سے جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچا دیا اُس پر تو نے بڑا رحم کیا، یہی بڑی کامیابی ہے"

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ اور یہاں پہ **وَقِهِمُ (و ق ی)** اور اس کے معنی کیا ہیں یہاں پہ اصل میں یہ حکمیہ صیغہ ہے اور بچا ان کو ابھی تک فرشتوں کی جو سفارش ہے چل رہی ہے **وَقِهِمُ** اور بچا ان کو **السَّيِّئَاتِ** اس کے دو معنی ہیں **سَيِّئَاتِ** جمع ہے نمبر1۔ برائی۔ نمبر 2۔ برائیوں کا انجام ،برائیوں کے نتائج اور تو بچا ان کو برائیوں سے اور تو بچا ان کو برائیوں کے انجام اور نتائج سے **وَمَنْ** اور جس کسی کو **تَقِ** تو بچالے اصل میں **تَقِ** اس کا بھی یہی مادہ ہے **(و ق ی)** اور جس کو تو بچالے **السَّيِّئَاتِ** برائیوں سے

يَوْمَئِذٍ اس دن ، کس دن؟ قیامت کے دن وہ دن بڑا سخت ہوگا **فَقَدْ رَحِمْتَهُ** پس تحقیق تو نے اس پر رحمت فرمائی، بے شک تو نے اس پر رحمت فرمائی کہ جس شخص کو اللہ بچالے برائیوں کے نتائج سے، برائیوں کے ہولناک عذاب سے تو وہ خوش قسمت ہے کہ اس پر تو نے اپنی رحمت کر لی **فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** اور یہ ہے بڑی کامیابی اب آپ دیکھیں **ذَٰلِكَ** آیا ہے۔ اشارہ بعید کیوں آیا ہے ؟عظمت کے لئے کہ وہ دن بڑا سخت ہولناک دن ہے عذاب بھی بڑا سخت ہے اس دن اللہ نے جس کو اس عذاب سے بچا لیا تو وہ کیسا ہے؟ **هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** اور یہ صفت اور موصوف ہیں **الْفَوْزُ** کامیابی ہے **الْعَظِيمُ** بہت بڑی یہ وہی بات ہے جو سورۃ آل عمران آیت 185 میں آپ پڑھ چکی **فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ(185۔ آل عمران)** جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا۔ تو اصل کامیابی دنیا کی نہیں ہے مکہ کی سرداریاں نہیں ہیں **تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ** (ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا)نہیں ہے اصل کامیابی کیا ہے؟ جس پر اللہ رحم کر دے جو گناہوں کے راستے کو چھوڑ دے اور اللہ تعالی اس کو عظیم کامیابی سے نواز دے تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں تک ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے فرشتوں کی حیثیت فرشتوں کی سفارش اور سفارش کی نوعیت اور اس کے ساتھ ہی (اہلِ مکہ اصل میں آخرت کو بھولے بیٹھے تھے) آخرت کی یاد دہانی بھی اللہ تعالی نے کرائی ہے۔ انسان کیوں جھگڑے کرتا ہے؟ جب آخرت کو بھول جاتا ہے جس کو آخرت کا دن یاد رہے ہیں وہ جھگڑا کبھی نہیں کرتا جھگڑا کر بھی رہا ہو تو فوراً جیسے جھاگ نہیں بیٹھ جاتی وہ ایسے بیٹھ جاتا ہے خاموش ہو جاتا ہے آستین چڑھائی ہوئی ہوں جھگڑے کے لئے تو بھی رک جاتا ہے تو آخرت کی یاد انسان کے کردار کو بدل دیتی ہے آیت نمبر 10 سے 12 تک یہاں پہ شرک کرنے والوں کے بارے میں ذکر کیا جا رہا ہے کہ قیامت کا جب دن ہوگا تو وہ دن کتنا شدید ہوگا کہ نمبر 1۔ قیامت کے دن مشرکین اقرار کریں گے اقرار کس کا کریں گے؟ کہ ہم نے غلطی کی۔ نمبر 2۔ فریادیں کریں گے فریاد کیوں کریں گے؟ تاکہ کوئی موقع مل جائے کسی طرح جہنم سے نکال دیا جائے نمبر 3۔ لیکن ان کی فریاد کا ،اقرار کا جواب کیا ملے گا؟ پھٹکار۔ تین باتیں یاد رکھیں آیت نمبر 10 سے 12 تک نچوڑ کیا ہے
نمبر 1۔ مشرکین کا اقرار نمبر 2۔ فریاد اور نمبر 3۔ پھر ان پر پھٹکار

آیت نمبر 10۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ
ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کیا ہے، قیامت کے روز اُن کو پکار کر کہا جائے گا "آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آ رہا ہے، اللہ تم پر اُس سے زیادہ غضب ناک اُس وقت ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے"

إِنَّ الَّذِينَ بے شک وہ لوگ جنہوں نے **كَفَرُوا** کفر کیا **يُنَادَوْنَ** اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ ان کو پکارا جائے گا یہ مضارع مجہول ہے ان کو پکارا جائے گا اور آپ کو پتہ ہی ہے **يُنَادَوْنَ** ندا سے ہے **(ن د ی)** سے تو ان کو پکارا جائے گا منادی عام ہوگی کفر کرنے والوں کو پکار لیا جائے گا **لَمَقْتُ (م ق ت)** کا مادہ ہے آپ پڑھ بھی چکیں اور یہ مصدر استعمال ہوا ہے **مَقْتُ** اور معنی کیا ہیں؟ سخت ناپسندیدگی **أَشَدَّ الْبُغْض** سخت غصہ بیزاری اور میں نے آپ کو بتایا تھا باپ کی بیوہ سے شادی کرنا اس کو کہتے ہیں **زواج المقْت** اپنے باپ کی بیوہ سے شادی کرنا سخت ناپسندیدگی کی بات تھی اور آج بھی ہے اور بڑی گناہ کی بات اور ویسے آپ سورۃ الصف سے بھی یاد کر سکتی ہیں **كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (3۔ الصف)** اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں ہوں۔ تو اب کیا ہے **لَمَقْتُ** البتہ بیزار ہوتا تھا **اللَّهِ** اللہ ، ناراض ہوتا تھا اللہ،اللہ کو سخت ناپسندیدہ تھا کیا **أَكْبَرُ** بہت زیادہ

اسم تفضیل آیا ہے کہ اللہ تعالی بیزار ہوتے تھے **أَكْبَرُ** بہت زیادہ **مِنْ** سے **مَقْتِكُمْ** تمہاری ناراضگی **أَنْفُسَكُمْ** اپنی جانوں سے اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ آج جو تم تکلیف میں ہو آج جو تمہیں پریشانی ہو رہی ہے آج جو تم عذاب کو بھگت رہے ہو اور تم بڑے پریشان ہو **مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ** بیزار ہو تم اپنی جانوں سے اور آپ پڑھ ہی چکی ہیں قرآن میں مختلف جگہ پر کہ وہاں (قیامت کے دن) جو لیڈر تھے اور ان کے جو پیروکار تھے وہ کیسے ایک دوسرے سے لڑیں گے غصہ کریں گے ایک دوسرے پر الزام دھریں گے تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن ان کو پکار کر کہا جائے گا اللہ بیزار ہوتا رہا تمہارے شرک سے، تمہارے مجادلے سے، قرآن کی آیات کے انکار سے **أَكْبَرُ** اس سے زیادہ **مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ** جو تم بیزار ہو اپنے جی سے۔ وہ کس وجہ سے بیزار تھے؟ جب اللہ نے ان کو پکڑ لیا اور جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو اب وہ بڑے بیزار تھے اور کیسی بیزاری ہے؟ دنیا میں جب ان کو دین کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ بڑے بیزار ہوتے تھے بڑی نفرت کرتے تھے تو گویا کہ ایک تو یہ کہ قیامت کے دن بڑے ہی پریشان ہیں دوسرے اصل معنی کیا ہیں کیسے تم اپنی ذاتوں سے بیزار تھے **إِذْ تُدْعَوْنَ** یہاں پہ بھی **تُدْعَوْنَ** مضارع مجہول ہے کہ جب بُلایا جاتا تھا تم کو **إِلَى الْإِيمَانِ** ایمان لانے کی طرف **فَتَكْفُرُونَ** اس وقت تم کیا کرتے تھے انکار کرتے تھے

آیت نمبر 11۔ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ

ترجمہ وہ کہیں گے "اے ہمارے رب، تو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی، اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں، کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟"

قَالُوا وہ بولیں گے **رَبَّنَا** اے ہمارے رَب **أَمَتَّنَا** تُو نے ہمیں موت دی **اثْنَتَيْنِ** دو بار **وَأَحْيَيْتَنَا** اور تُو زندگی دے چکا ہم کو **اثْنَتَيْنِ** دو بار۔ تو تُو نے ہمیں دو بار زندگی دی اور دو بار موت دی اس کا کیا مطلب ہے آپ پڑھ چکیں سورۃ البقرۃ آیت 28 میں **ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (28۔ البقرہ)** " پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے" اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ انسان جب کچھ بھی نہیں تھا مردہ تھا تو اللہ نے انسان کو زندگی دی۔ یہ ہے ایک آیت کی دلیل آپ دوسری آیت سے دے رہے ہیں ایک آیت کی تفسیر میں آپ دوسری آیت لا رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں کہ انسان حقیر نطفہ تھا بے جان کچھ بھی نہیں اللہ نے پھر اس کو زندہ کیا جیتا جاگتا انسان بنا کر لایا تو اب پھر موت دی تو دو موتیں ہو گئیں اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا حساب لینے کے لئے تو اب وہ لوگ جو عذاب میں ہیں جو تکلیف میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ماننا چاہیں گے اللہ کی جو خوبیاں ہیں اور اللہ کے کمالات ہیں اس کا اقرار کریں گے اور اللہ سے گریہ و زاری کریں گے فریاد کریں گے کہ اے اللہ تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی پہلے اور دو دفعہ تو ہمیں زندگی دے چکا ہے **فَاعْتَرَفْنَا** پس وہ اعتراف کریں گے **فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا** پس ہم نے اعتراف کر لیا اپنے گناہوں کا اب اقرار کر رہے ہیں تو دو دفعہ زندگی اور موت کا مطلب کیا ہے اب وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ اب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں ہم نے مان لیا ہم سے غلطی ہوگی ہے اللہ تو ہمیں معاف کر دے تیسری زندگی دے دے اگر تو ہمیں ایک دفعہ ایک مہلت دے دے بس ہم مانتے ہیں کہ ہم سے غلطیاں ہوگئی **ذَنْب** کی جمع ہے **بِذُنُوب** اعتراف کرنا پہچان ہوگئی اب ہمیں حقیقت سمجھ میں آگئی عذاب کے اندر ہیں۔ اب پوچھیں گے **فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ** کیا اب یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے **خُرُوجٍ** کیا ہم یہاں سے بھاگ سکتے ہیں؟ کیا ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں؟ کیا ہم یہاں سے بچ سکتے ہیں ؟ یہ وہی بات ہے جو کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بار بار بتاتے ہیں سورۃ فاطر آیت نمبر 37**۔ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ** اور وہ لوگ چلائیں گے

فِيهَا جہنم میں **رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ (37- فاطر)** "اے ہمارے رب، ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں اُن اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے" (انہیں جواب دیا جائے گا) "کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتاتھا؟ اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آ چکا تھا اب مزا چکھو ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے" تو اسی طرح سورۃ المومنون میں بھی آپ پڑھ چکی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بار بار اس مضمون کو لے کر آتے ہیں کہ کس طرح سے جہنمی فریاد کریں گے کس طرح سے اپنی غلطیوں کا اقرار کریں گے تو سورۃ المومنون آیت نمبر 107اور 108 اس میں بھی بڑا زبردست انداز ہے اللہ تعالیٰ کیا بتاتے ہیں کہ وہاں پہ جب یہ لوگ عذاب میں ہوں گے تو کیا کہیں گے کہیں گے **رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (107- المؤمنون)** اے پروردگار، اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے" پھر اللہ تعالیٰ ان کو کیا جواب دیں گے **قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ(108- المؤمنون)**اللہ تعالیٰ جواب دے گا "دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو تو یہاں پہ بھی یہ ہے کہ گناہوں کا اعتراف کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں **فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ** کوئی راستہ،کوئی طریقہ ، کوئی سبب کہ ہم اس عذاب سے بچ سکیں

آیت نمبر 12- ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

ترجمہ۔ (جواب ملے گا) "یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اِس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اُس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے"

ذَٰلِكُمْ اب یہ ضمیرِ متصل آئی ہے اور اشارہ بعید ہے اور یہ آیا ہے اتنی بڑی سزا کے لئے **ذَٰلِكُمْ** یہ ہے ، یہ کوئی معمولی چیز تھوڑی ہے یہ ہے وہ عذاب **بِأَنَّهُ** جو کہ ہے یعنی یہ اتنا بڑا عذاب جو اب تمہیں دیا جارہا ہے **ذَٰلِكُمْ** یہ جو **بِأَنَّهُ** اس لئے کہ یہ جو عذاب ہے اس کی طرف اشارہ ہے **إِذَا دُعِيَ اللَّهُ** جب دعوت دی جاتی تھی تم کو **وَحْدَهُ** تنہا اسی کی طرف، ایک واحد اللہ کی طرف جب تم کو دعوت دی جاتی تھی **كَفَرْتُمْ** تم نے کفر کیا۔ جب تمہیں ایک اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تم شرک کرتے تھے، تم انکار کرتے تھے، مانتے ہی نہیں تھے پیچھے بھی آپ نے پڑھا کہ **اشْمَأَزَّتْ** چہرے بگڑنے لگتے ہیں جب شرک کرنے کی بات ہو تو پھر وہ خوش ہونے لگتے ہیں تو یہاں بھی کیا ہے کہ تم نے کفر کیا **وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ ۚ** اور اگر شریک مقرر کیا جاتا **بِهِ** اس کے ساتھ یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو شامل کیا جاتا **تُؤْمِنُوا** تم ایمان لے آتے تھے **فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ** پس آج حکم اللہ کا ہے آج بادشاہت اللہ کی ہے **فَالْحُكْمُ** کے کیا معنی ہیں ؟ کہ اب **اللہ** کا حکم ہے اور وہ حکم کیا ہے؟ کہ تمھیں جھنم میں رہنا ہے، ہمیشہ کے عذاب میں رہنا ہے اب اس عذاب سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے تم کہہ رہے ہو **فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ** اور اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں **فَالْحُكْمُ لِلَّهِ** اسی اللہ کا حکم ہے عذاب کا فیصلہ اسی کا ہے **كَلِمَتُ رَبِّكَ** آپ پیچھے پڑھ چکیں اس کا مطلب کیا تھا اللہ کا عذاب تو یہاں پہ بھی کیا ہے **فَالْحُكْمُ لِلَّهِ** اللہ کا حکم ہے عذاب کا اور اللہ کیسا ہے ؟ **الْعَلِيِّ** ان باتوں پر سے بلند ہے کہ اس جیسا کوئی اور بھی ہو اور **الْكَبِيرِ** کے کیا معنی ہیں؟ کہ ان باتوں سے بہت بڑا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہو کوئی بیوی اولاد یا کوئی شریک ہو۔ وہ **الْعَلِيِّ** ہے **الْكَبِيرِ** ہے۔ آیت نمبر 13 سے 20 تک کہ کیوں انکار کرتے ہو۔ کہ رحمت اور عذاب کا اختیار اللہ کے پاس ہے فرمایا

آیت نمبر 13۔ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ
ترجمہ۔ وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل کرتا ہے، مگر (اِن نشانیوں کے مشاہدے سے) سبق صرف وہی شخص لیتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وہ اللہ ہی تو ہے جو تم کو دکھاتا ہے اپنی آیات، جو تمہیں دکھاتا ہے اپنی نشانیاں **وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا** اور تمہارے لئے نازل کرتا ہے آسمان سے رزق اب یہاں پر اللہ تعالی نے ہم سب کے سامنے 2 باتیں رکھی ہیں اور پہلی بات کیا ہے کہ اس اللہ سے ڈرو جو برابر تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے۔ اس سے ڈرو اس سے امید رکھو تو اب نشانیاں کیا ہیں جو اللہ تعالی لوگوں کو دکھاتے رہتے ہیں؟ اور اللہ کی کوئی ایک نشانی تھوڑی ہے اللہ کی قدرت کی نشانیاں جو کائنات میں بکھری پڑی ہیں اور یہاں اشارہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی کس طرح سے آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اور کبھی آسمان سے بجلی بھی چمکتی ہے کبھی **بَرْقٌ** ہوتی ہے کبھی **رعد** کبھی **الصَّوَاعِقَ** تو کیا ہوتا ہے کہ جب گرج چمک ہوتی ہے کڑک ہوتی ہے تو انسان ڈرتا ہے اور جب بادل نظر آتے ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے تو بارش کی وجہ سے زمین سونا اگلتی ہے۔ بارش رزق اور فضل کے دروازے کھولتی ہے بیماریاں ختم ہوتی ہیں۔ بنجر زمین سرسبز اور آباد ہو جاتی ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کے قبضہ قدرت میں **صَوَاعِقَ** بھی ہے اور رحمت کی بارش بھی ہے اللہ کے قبضہ قدرت میں **الصَّوَاعِقَ** عذاب بھی ہے **رَعْدٌ** اور **بَرْقٌ** بھی ہے اور رزق اور فضل کے خزانے بھی تو یہاں پر کیا فرمایا کہ وہی اللہ تو ہے جو کہ آسمان سے نازل کرتا ہے کیا آسمان سے نازل کرتا ہے؟ رزق نازل کرتا ہے اور آیات میں یہ سب کچھ آپ لکھ سکتی ہیں **رَعْدٌ، بَرْقٌ** اور **الصَّوَاعِقَ** (کڑک) ،بارش اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو آسمان سے رزق اتارتا ہے اور چاہے تو **صَوَاعِقَ** کر دے۔ **وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ** اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر جو رجوع کرتے۔ **يُنِيبُ (ن و ب)** سے ہے اور جو لوٹتے ہیں۔ تو اب لوٹنے والے کون ہیں! شرک سے توحید کی طرف آنے والے کون ہیں؟ وہ جن کے اندر انابت پائی جاتی ہے جن کے دل اپنے گناہوں پر استغفار کر کے ڈر کر اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہوں اور آپ یہ بات پڑھ ہی چکی کہ **منیب** وہی ہوتا ہے جو اللہ کی طرف بار بار پلٹتا ہے غلطی ہوتی ہے پھر اللہ کی طرف لوٹ کر آتا ہے **"انابت الی اللہ"** یہ کوئی عام چیز نہیں ہے یہ ہر ایک کو نہیں ملتی **"انابت الی اللہ"** اس کو ملتی ہے جو اللہ کی آیات سے نصیحت پکڑتا ہے، جو بندۂ خدا بنتا ہے، جو غور و فکر کرتا ہے کائنات پر کیونکہ نشانیاں بتائی جارہی ہیں اور "ایک گھڑی غور و فکر کرنا ساری رات کے قیام سے بہتر ہے" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ تو ہم کیا کیا کریں؟ کہ اللہ کی طرف رجوع کریں **نوب** کا لفظ نحل کے لئے (شہد کی مکھی کے لئے) بھی استعمال کیا جاتا ہے اور یہی **نوب** ہے کہ غلطی ہو گئی ہے تو اقرار کیا جائے اعتراف کیا جائے اور اس کے بعد اللہ کی طرف رجوع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ یہاں پر بتا رہے ہیں کہ وہی اللہ تو ہے جس نے تمہارے لئے رزق کا انتظام کیا تو یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تو کیا کرو اللہ کی طرف رجوع کرو اللہ کی اطاعت کرو **يُنِيبُ** کیا ہے؟ اطاعت کرنا، دل کا اللہ کی طرف جھک جانا، خشیت کا پیدا ہونا وہی نصیت پکڑتے ہیں جو جھکتے ہیں

آیت نمبر 14۔ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ
ترجمہ۔ (پس اے رجوع کرنے والو) اللہ ہی کو پکارو اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کر کے، خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو

فَادْعُوا اللَّهَ پس پکارتے رہو اللہ کو **مُخْلِصِينَ** خالص ہو کر اب ایک اللہ کی دعوت دی جارہی ہے توحید کی دعوت اور کیسے ؟ **مُخْلِصِينَ** خالص ہو کر اور **الدِّينَ** یہاں عبادت کے معنی میں ہے تو اپنے دین کو اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس کو پکارو۔ **وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** چاہے کافر اس کو کتنا بھی ناپسند کیوں نہ کریں۔ اب ایک اللہ کی دعوت کافروں کو کتنی ناگوار کیوں نہ گزرے بس ایک اللہ کو پکارو اور اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خالص کر لو

آیت نمبر 15۔ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ
ترجمہ۔ وہ بلند درجوں والا، مالک عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل کر دیتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے خبردار کر دے

اور وہ اللہ کیسا ہے **رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ** رفیع اور رفعت بلندی کے لئے آتا ہے اور **درجۃٌ** کی جمع ہے **الدَّرَجَاتِ** اور **(د ر ج)** کیا ہوتا ہے اوپر کو جنت کے جیسے درجے ہیں درجوں والا یہاں پہ یہ **رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ** کے بارے میں علماء کی کیا رائے ہے؟ دو اسکے معنی ہیں۔ ایک اس کے معنی تو یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے اونچے درجات والا ہے یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک ہے اس کے مرتبے بڑے بلند ہیں رفعت، بلندی ،**رَفِيعُ** اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ انسانوں کے درجوں کو بلند کرنے والا ہے جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں جو اطاعت اختیار کرتے ہیں تو اللہ ان کے درجے بلند کرنے والا ہے اور درجے کیسے ؟ بلند ہوتے ہیں خالص توحید کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کو دوئی(دوسراہٹ) نہیں چاہئے ذرہ برابر بھی اگر دوئی ہوگی پھر درجے نہیں بلند ہوں گے شرک سے ریاکاری سے نہیں ہوسکتے۔

ے یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ
تو اصل بات کیا ہے ایک اللہ کا ہونا
ے سو خداوند ملے ایک سے ایک سجدہ طلب
انسان سخت مراحل سے خدا تک پہنچا

پھر کہا **ذُو الْعَرْشِ** اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ کوئی معمولی اللہ تھوڑی ہے جس کی توحید کے لئے اور جس کی بندگی کے لئے اور جس کی اطاعت کے لئے کہا جا رہا ہے وہ اللہ تو ایسا ہے کہ عرش والا ہے اور اللہ کا عرش کیسا ہے؟ اللہ کے عرش کے بارے میں ہمیں کیسے پتہ چلتا ہے سورۃ البقرہ میں بھی آپ پڑھ چکی ہیں کہ **وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (255۔ البقرہ)** کہ اس کا عرش اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے۔ اور اللہ کا عرش بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے قدم رکھنے کی جگہ **قَدَمین** ،بعض کہتے ہیں اس سے مراد اللہ کا علم ہے ، بعض کہتے ہیں یہ اللہ کی قدرت اور عظمت کی مثال ہے بعض نے اس سے بادشاہی مراد لیا اور بعض نے کرسی سے مراد اللہ کا عرش لیا تو اللہ کا عرش کیسا ہے کس طرح کا ہے؟ اس کی کیفیت اور ماہیت کیا ہے؟ ہم اس کو نہیں جان سکتے اللہ ہی اس کو بہتر سمجھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہاں پر ہم سب کو یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ کوئی معمولی خدا تھوڑی ہے وہ تو عرش والا ہے عرش کا مالک ہے **يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ** وہ القا کرتا ہے روح کو اپنے حکم سے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں پر روح سے کیا مراد ہے؟ اور **يُلْقِي** آپ پہلے بھی یہ پڑھ چکی ہیں کہ **يُلْقِي** کیا ہوتا ہے (ل ق ی) **الْقَا** کرنا ، ڈالنا ملاقات کے لئے بھی آتا ہے تو وہ ڈالتا ہے **الرُّوحَ** اس سے مراد یہاں وحی ہے قرآن ہے اور اب آپ دیکھیں کہ وہ روح کو ڈالتا ہے **مِنْ أَمْرِهِ** اپنے حکم سے۔ اب قرآن کو اپنے حکم سے ڈالتا ہے اب آپ دیکھیں کہ جس طرح روح سے جسم آباد ہوتا ہے جسم کو زندگی ملتی ہے انسان کی عقل، دل کی زندگی، حرارت اور

روشنی کیسے اس کو ملتی ہے؟ قرآن کے ذریعے۔ دل کی جسم کی جو روح ہے وہ قرآن ہے اور قرآن کی روح کیا ہے؟ توحید ہے۔ تو کیا بات سامنے آئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی یہ قول ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمے سے جیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے"۔

اور ویسے تو روح کا لفظ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لئے بھی آیا ہے **وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (85۔ الاسراء)** یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہو "یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے"۔ لیکن یہاں پہ روح سے مراد کیا ہے؟ قرآن مجید ہے۔ کہ وہ روح کو اپنے حکم سے ڈالتا ہے یعنی قرآن مجید کو وہ نازل کرتا ہے اپنے حکم سے، وحی کے لئے وہ منتخب کر لیتا ہے اپنے حکم سے ، **عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ** جس پر وہ چاہتا ہے **مِنْ عِبَادِهِ** اپنے بندوں میں سے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں روح کے لئے منتخب کر لیتے ہیں روح کا مطلب کیا ہے؟ وحی ،قرآن کے لئے، کتاب کے لئے ،منتخب کر لیتے ہیں جیسے فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام کو منتخب کیا کہ قرآن لے کے جائیں اور پیغمبروں میں سے مختلف پیغمبر اور یہاں ذکر ہو رہا ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو وحی کے لئے منتخب کیا اور وحی سے انسانی دل میں ایسی ہی زندگی کی لہر دوڑتی ہے جیسے کہ جسم میں جب روح ہوتی ہے ورنہ پھر جسم کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو مردہ ہوتا ہے تو **يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** اب اہل مکہ کیا کر رہے تھے وہ ناراض ہو رہے تھے مجادلہ کر رہے تھے کہ یہ نبی کیسے بنا دیا گیا یہ قرآن کیسے ہو گیا اب آپ دیکھ لیں کہ آغاز بھی **تَنْزِيلُ** سے قرآن مجید یہ اللہ کی کتاب ہے اور سورۃ المومن / سورۃ غافر / سورۃ الطول کے آغاز میں کہا **تَنْزِيلُ الْكِتَابِ** اور یہاں مزید اس کے دلائل دئیےجارہے ہیں کہ تم کیوں بگڑتے ہو کہ مکہ کے سرداروں میں سے کسی پر وحی نہیں آئی میں نے اپنی مرضی سے جس کو چاہا اس کو منتخب کر لیا **مِنْ عِبَادِهِ** اپنے بندوں میں سے، فرشتے پر تو نازل ہی نہیں کرنا تھا **لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ** اور نازل کرنے کا مقصد کیا ہے؟ قرآن کو نازل کرنے کا اور پیغمبر کو بھیجنے کا؟ **لِيُنْذِرَ** تاکہ وہ ڈرائے تاکہ وہ خبردار کرے۔ **يَوْمَ التَّلَاقِ** آپ دیکھیں اس سورۃ کے ردیف قافیہ بڑے زبردست ہیں اور میں گھر بیٹھی ہوئی اس پر جب غور کر رہی تھی تو زبردست انداز ہے **يَوْمَ التَّلَاقِ (ل ق ی)** سے ہے اوپر آپ نے **يُلْقِي** پڑھا اور یہاں پہ **التَّلَاقِ** کیا ان میں آپس میں کوئی نسبت ہے ؟ دونوں کا مادہ ایک ہے۔ لیکن یہاں پہ بالکل فرق لگ رہا ہے وہاں پہ بالکل فرق لگ رہا ہے بس دھوکہ نہیں کھانا اور یہاں پہ **التَّلَاقِ (ل ق ی)** یاد رکھئے گا اصل میں یہ **تَلَاقِيٌ** تھا باب تفاعل سے **تَلَاقِيٌ** (جب میں باب کہتی ہوں تو آپ پریشان تو نہیں ہوتے آپ کہتی ہیں ہوتے اچھا کیا آپ نے سچ بتایا اور کچھ نہیں بھی ہوتے۔ پتہ ہے میں کیوں یہ باب کہتی ہوں میں اس لئے یہ باب آپ کو کہتی ہوں اصل میں جیسے دنیا میں پیمانے ہوتے ہیں **كَيل** کچھ ہوتے ہیں مائع چیزوں کو ماپنے کے کچھ ہوتے ہیں ٹھوس چیزوں کو ماپنے کے۔ **مائع** چیز آپ مختلف طریقے سے ماپتی ہیں جو ٹھوس چیزیں کو آپ مختلف طریقے سے ماپتی ہیں **كَيْل** اور **مِيزَان** اس طرح الفاظ کو ماپنے کے پیمانے ہیں عربی جاننے والوں نے الفاظ اور حروف کی پہچان کے لئے، ان کی شناخت کے لئے، ان کے ادراک کے لئے، ان کی تہہ تک پہنچنے کے لئے پیمانے مقرر کر دیئے اور یہ مختلف ابواب ہیں کچھ سہ حرفی حروف ہوتے ہیں **نَصَرَ** ہے **ضَرَبَ** ہے (جیسے مادہ تین حرفی ہے) کچھ رباعی ہیں (چار حرفی ہیں) اب آپ دیکھیں یہ کیا ہے باب تفاعل ہے اصل میں یہ **تَلاقِيٌ** تھا اور اس باب میں ضروری ہے کہ آپس میں کچھ لوگ ہوں اور **التَّلَاقِ** کہتے ہیں آپس میں ملاقات کو، باہم جمع ہونے کو ،آمنے سامنے آنے کو، تو اب اس دن سے ڈرایا جائے جو دن ہوگا **يَوْمَ التَّلَاقِ** اور وہ دن کونسا ہوگا آمنے سامنے کا دن، کون لوگ آمنے سامنے ہوں گے؟ کن کی آپس میں ملاقات ہوگی؟ شرک کرنے والوں کی

بھی اور جن کو انہوں نے شریک ٹھہرایا اور قتل کرنے والوں کی بھی اور جن کو انہوں نے قتل کیا(قاتل اور مقتول دونوں کی ملاقات ہوگی) اور سچ بولنے والوں کی بھی اور جھٹلانے والوں کی بھی تو یہاں پر جو بات کہی جارہی ہے کہ وہ دن ہے **يَوْمَ التَّلَاقِ** اور یہ کس کا نام ہے؟ روز قیامت کا۔ تو جب روز قیامت آئے گا اُس دن لوگ جب جمع ہوں گے تو وہ دن کوئی معمولی دن تھوڑی ہے وہ دن اتنا شدید ہے وہ دن اتنا سخت ہے کہ وہ **يَوْمَ التَّلَاقِ** ہے پھر ملاقاتیں ہوں گی پھر آمنا سامنا ہوگا پھر ایک دوسرے کو دیکھا جائے گا دنیا میں تو انسان چھپ جاتا ہے، بچ جاتا ہے، بھاگتا ہے، ڈرتا ہے لیکن اے لوگوں وہ دن ہے **يَوْمَ التَّلَاقِ** کا وہ دن بڑا سخت ہے وہ ہے ملاقات کا دن تمام انسان بھی جمع ہوں گے جن بھی شیطان بھی اور اعمال بھی جمع کیے جائیں گے گواہ بھی لائے جائیں گے کچھ چھپ نہیں سکتا کوئی بچ نہیں سکتا کوئی فرار نہیں ہے کوئی قرار نہیں ہے کچھ بھی کام نہیں آنا **يَوْمَ التَّلَاقِ** اللہ اور بندے کی ملاقات اعمال ساتھ ہیں جہنم سے ملاقات ہے جنت بھی ساتھ ہے **وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ(36- النازعت)** اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی **وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ (31- ق)** جنت متقین کے قریب لے جائی جائے گی کچھ بھی دور نہ ہوگی۔ ہر چیز کی ملاقات ہے

آیت نمبر 16- يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ترجمہ۔ وہ دن جبکہ سب لوگ بے پردہ ہوں گے، اللہ سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہو گی (اُس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟ (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد قہار کی

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۖ پھر اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ وہ دن ایسا دن ہے پھر **هُمْ** ضمیر فصل آئی ہے فضیلت کے لئے اہمیت کے لئے کہ وہ ایسا دن ہے **بَارِزُونَ** یہ اسم فاعل ہے اور **(ب ر ز)** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ کسی چیز کو ننگا کر دینا، کھول کر رکھ دینا **وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ(36- النازعت)** اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔ آج جہنم چھپی ہوئی ہے اُس دن جہنم کو کھول کر ننگا کر کے سامنے رکھ دیا جائے گا پوری ہولناکیوں دہشتناکیوں کے ساتھ۔ **بَارِزُونَ** کے پھر معنی کیا سامنے آئے کہ اُس دن سارے کے سارے لوگ ظاہر ہو جائیں گے بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو علیم ہیں اور اللہ کے علیم ہونے کا حال یہ ہے کوئی چیز چھپی نہیں رہے گی سب کچھ ظاہر ہوگا چھوٹا بڑا صغیرہ کبیرہ گناہ، کبر کے ساتھ کیے اور بھول کر کیے ہر چیز کھول کر سامنے آ جائے گی **بَارِزُونَ** یہ شدت کے لئے ہے **لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ** نہیں چھپا ہوا اللہ سے، ان میں سے کچھ بھی نہیں پوشیدہ رہے گی اللہ پر ان کی کوئی چیز کوئی عمل کوئی رویہ کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہوگی جیسے کوئی قبروں کے اندر پردے ڈال کر گناہ کرے کوئی اشارے سے کرے کوئی چھپ کر کرے کوئی سامنے آئے ہی نہ اور کرائے کے قاتل لے کر کسی کو قتل کروایا اور پیچھے جو بڑی طاقتیں ہیں وہ سامنے آئی نہیں ہر چیز کھل کر سامنے آ جائے گی کچھ چھپا ہوا نہیں ہوگا دیکھیں اللہ کا ذکر ہے **مِنْهُمْ ۚ** بھی آ گیا تو گویا کہ انسانوں کی اچھی یا بری کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہوگی **لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** کس کی بادشاہت ہے آج کے دن؟ آج کون بادشاہ ہے؟ **أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ** آپ وہ حدیث سن چکی کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں قہار؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہے دنیا کے بادشاہ ؟ وہ دن وہ بڑا سخت ہوگا اور آپ وہ حدیث پڑھ ہی چکی کہ تمام آدمی ایک صاف زمین پر جمع کیے جائیں گے جس پر کسی نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوگا اس وقت ایک منادی کو حکم ہوگا کہ وہ یہ ندا کرے گا **لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ** آج کے دن ملک کس کا ہے؟ اس پر تمام مخلوقات مومنین اور کافر یہ سب جواب دیں گے **لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ**

مومن تو خوش ہو کے کہیں گے اور کافر مجبور ہو کر اپنے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہوئے اقرار کریں گے اس سلسلے میں ایک بڑا مشہور تاریخی واقعہ ہے سامانی خاندان کا فرمانروا تھا انصر بن احمد یہ جب نیشاپور میں داخل ہوا (301 سے 331ہجری) تو اس نے ایک بڑا دربار منعقد کیا اور تخت پر بیٹھنے کے بعد فرمائش کی کہ کاروائی کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہو۔ یہ سن کر ایک بزرگ آگے بڑھے اور انہوں نے یہی رکوع تلاوت کیا۔ جس وقت وہ اس آیت پر پہنچے آیت نمبر 16 **لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** تو کہتے ہیں کہ نصر/ انصر پر ہیبت طاری ہوگئی۔ لرزتا ہوا تخت سے اترا، تاج سر سے اتار کر سجدے میں گرگیا اور بولا اے رب، بادشاہی تیری ہی ہے نہ کہ میری۔ یہ ہے اصل بات۔ اگلی آیت کو دیکھیں اور آیت 16 میں دیکھیں دنیا میں لوگوں نے شرک کیا لیکن **الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** ایک اللہ اور قہر سے مبالغے کا صیغہ ہے بہت زیادہ سخت سزا دینے والے کی حکومت ہے

آیت نمبر 17۔ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ
ترجمہ۔ (کہا جائے گا) آج ہر متنفس کو اُس کمائی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کی تھی آج کسی پر کوئی ظلم نہ ہو گا اور اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے

الْيَوْمَ آج کا دن کیسا دن ہے؟ **تُجْزَىٰ** بدلہ دیا جائے گا جزا دی جائے گی اور آپ دیکھ لیں جزا اچھی بھی ہو سکتی ہے بری بھی ہو سکتی ہے لیکن جب **كَسَبَتْ** آتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ عام طور پر بری ہوتی ہے لیکن دونوں معنی مراد ہیں کہا جائے گا کہ آج بدلہ دیا جائے گا **كُلُّ نَفْسٍ** ہر نفس کو **بِمَا كَسَبَتْ** جو بھی اس نے کمایا مرد ہے یا عورت ہے جوان ہے بوڑھا ہے اچھا کیا، برا کیا ، جیسا بھی کیا اس کا بدلہ ملے گا **لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ** آج کوئی ظلم نہیں ہے **إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ** اور بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ دوپہر تک حساب ہو جائے گا اور اللہ کا ایک دن ہمارے حساب کے دنوں سے 50000سال کا ہے اور ایک جگہ کیا پتہ چلتا ہے کہ فرشتے جب اللہ کے پاس جاتے ہیں تو پہنچنے میں کتنی دیر لگتی ہے سورۃ المعارج میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہم جو حساب کتاب کرتے ہیں تو اللہ کا حساب ہمارے حساب کتاب سے بالکل مختلف ہے تو کبھی اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ تمہارا جو حساب ہے اس کو دیکھیں اور فرشتوں کو اللہ کے پاس چڑھ کر جانے میں کتنی دیر لگتی ہے کیا فرمایا **سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (1) لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (2) مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ (3) تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (1-4۔ المعارج)** مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے، (وہ عذاب) جو ضرور واقع ہونے والا ہے. کافروں کے لیے ہے، کوئی اُسے دفع کرنے والا نہیں۔ اُس خدا کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے ملائکہ اور روح اُس کے حضور چڑھ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ 50000 سال اتنی دیر وہاں پہنچنے میں لگتی ہے ایک رائے یہ ہے اور اس سے ہٹ کر بھی رائے پتہ چلتی ہے ہمارا حساب اور اللہ کا حساب بڑا مختلف ہے گویا کہ وہ دن کافروں پر تو 50000سالوں کی طرح بھاری ہوگا اور جو مسلمان ہوں گے جو مومن ہوں گے متقی ہوں گے ان کے لئے وہ دن بڑا ہی ہلکا ہوگا گویا کہ ایک فرض نماز پڑھنے سے بھی مختصر ان کے لئے وہ دن ہوگا۔ مومن کے لئے ایک فرض نماز پڑھنے سے بھی مختصر ہوگا اور جنہوں نے اللہ کی بندگی نہ کی ان کے لئے یہ دن بڑا ہی سخت دن ہوگا تو بہرحال تو اللہ کو حساب لینے میں کوئی دیر نہیں لگتی اب مثلاً آپ دیکھیں کہ ہم کوئی کام کریں تو ہمیں بڑا مشکل لگتا ہے کہ کیسے حساب کتاب ہو پیسوں کا ہے، یا ٹسٹ لینا ہے یا اتنا کرنا ہے تو مشکل ہے لیکن اتنے زیادہ لوگوں کا اکٹھا اللہ کے لئے حساب لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے پھر فرمایا

آیت نمبر 18۔ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ
ترجمہ۔ اے نبیؐ، ڈرا دو اِن لوگوں کو اُس دن سے جو قَریب آ لگا ہے جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چاپ غم کے گھونٹ پیے کھڑے ہونگے ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہو گا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ اور ڈرائیے ان کو **يَوْمَ الْآزِفَةِ** سے تو **آزِفَة** کے کیا معنی ہیں؟ **آزِفَة** اسم فاعل ہے اور **آزِفَة** سے مراد ہے قیامت کا دن اور **آزِفَة ازف** سے ہے **(ء ز ف)** اس میں وقت کی تنگی کا مفہوم پایا جاتا ہے مثلا ہم کہتے ہیں کہ گاڑی یا جہاز کے روانہ ہونے میں وقت بہت کم رہ گیا ہے جب آپ یہ کہیں کہ گاڑی یا جہاز کے جانے میں وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے تو آپ کاکیا مطلب ہوتا ہے؟ کہ جلدی کرو وقت کم ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کا دن جو یقینی طور پر آنے والا ہے بس اس کو آیا ہی سمجھو جو کچھ کرنا ہے کرلو اور جلدی جلدی کرلو کیوں؟ اس لئے کہ قیامت کا دن جو ہے وہ بس آیا ہی چاہتا ہے تو **آزِفَة** اس کے معنی کیا ہیں؟ نزدیک اور پہلے قیامت کا ایک نام آپ نے پڑھا **يَوْمَ التَّلَاقِ** دوسرا نام آپ کیا پڑھ رہی ہیں؟ **يَوْمَ الْآزِفَةِ** کہ قریب آ لگا ہے، بس آیا ہی چاہتا ہے اور **إِذِ الْقُلُوبُ** قلب کی جمع ہے کہ جب دل کیا ہو رہے ہوں گے؟ **لَدَى الْحَنَاجِرِ** اور **حَنَاجِر** یہ **حَنْجَرَ (ح ن ج ر)** سے ہے اور گلے کے لئے آتا ہے اور یہاں پر کیا کہا گیا؟ **حَنَاجِر۔** کہتے ہیں کہ **حَنْجَرَ** کی جمع کے لئے **حُنْجُورُ** بھی ہے **حَنَاجِر** بھی اور چار حرفی اس کا مادہ ہے **(ح ن ج ر)** اور اس کے معنی کیا ہیں ؟ نرخرہ ہے آپ اس کو یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جیسے کبھی کوئی بہت ہی غم کی حالت ہو تو کلیجہ منہ کو آتا ہے بس لگتا ہے کہ دل اچھل کر اب باہر آ جائے گا۔ انسان جب بہت زیادہ پریشان ہوتا ہے تو اس وقت انسان کی جو کیفیت ہوتی ہے تو اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور آپ اس کو پہلے بھی پڑھ چکی ہیں آپ نے سورة الاحزاب آیت 10میں بھی یہ لفظ پڑھا ہے **وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ** کہ جب دل حناجر تک پہنچ گئے تو **حَنَاجِرَ** سانس کی نالی کے لئے آتا ہے نرخرہ **وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا** تو **حَنْجَرَ** صرف سانس کی موٹی نالی کو کہتے ہیں جس سے ہم سانس لیتے ہیں اور **حَلْق** میں گلے کے باہر کی جلد بھی شامل ہوتی ہے **حَلْق** گلا جہاں سے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو **حَلْقُوم** ،**حَلْق** یہ ایک ہی بات ہے لیکن **حَلْق** میں باہر کی جلد شامل ہوتی ہے لیکن **حَنْجَرَ** میں صرف سانس کی موٹی نالی مراد ہے تو اب کیا ہے کہ اب تمہارے دل سینے سے نکل کر سانس کی نالی تک پہنچ گئے اور پھر دوسرا لفظ ہے **كَاظِمِينَ ۚ كِظَامَةٌ** کی جمع ہے اور **كَاظِمِينَ** یہ بھی اسم فاعل ہے **كَظَم** سانس کی نالی کو کہتے ہیں **كَاظِمِينَ** پہلے بھی آپ پڑھ چکی ہیں **كَظَمُ السِّقَاءَ** پانی کی مشک کو بھر کر اس کا منہ بند کر دینا۔**كَاظِم ، كَاظِمِين ، مَكْظُومٌ** اس شخص کو کہتے ہیں جو غم اور غصے سے سانس کی نالی تک بھرا ہوا ہو مگر اس کا اظہار نہ کرے اور اسے دبا جائے جیسے پانی بھرا کسی برتن میں اور اس کا منہ بند کر دیا جائے لبالب بھرا ہوا ہے لیکن اس کا منہ بند ہے۔ اسی طرح وہ شخص کے افسوس، غم ،غصے تعصب سے سانس کی نالی تک اوپر تک بھرا ہوا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں کر رہا اور اس کو دبا جائے تو اسی طرح یہ جو لفظ ہے **الْكَظِمِيْنَ** کا کہاں پڑھا تھا آپ نے سورة آل عمران میں پڑھا تھا اور سورة یوسف میں بھی پڑھا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں اور یہاں پہ بھی کیا ہے کہ **كَاظِمِينَ** اور **كَظَمُ الباب** بھی آتا ہے **كَظَمُ الباب** کا مطلب کیا ہے؟ دروازہ بند کر دیا کیونکہ کھلے گا تو کوئی فوراً آ جائے گا۔ اب بات کیا ہے جب کلیجیے منہ کو آ رہے ہوں گے اور لوگ چپ چپ غم کے گھونٹ پیے کھڑے ہوں گے اور اب وہاں پہ جو غم ہوگا اور جو گھٹن ہوگی وہ کس چیز کی ہوگی ؟ حسرت ہوگی کہ

دنیا میں گناہ کیوں کیے اور ہم نے پیغمبر کا کہنا کیوں نہ مانا اور ہم قرآن کی جو تعلیمات تھیں ان پر ایمان کیوں نہ لائے اور ان کو حسرت کس چیز کی ہوگی؟ کہ ہم نے شرک کیوں کیا تو مجرم اپنی دنیا کی زندگی کی کرتوتوں پر اتنا غم زدہ ہوں گے کہ اب گھبراہٹ کی وجہ سے ان کو ایسے محسوس ہوگا کلیجے منہ کو آ رہے ہیں **مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ** نہیں ہے ان ظالموں کا کوئی بھی **حَمِيم (ح م م)** کہتے ہیں گرم شدید پانی کو بھی کہتے ہیں ایسا گرم پانی جو گرمی کے لحاظ سے نقطۂ عروج پر ہو بہت گرم، اور بخار کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے اور جگری دوست کے لئے بھی آتا ہے بڑے گرم جذبات والا جو مشکل میں کام آئے لیکن **مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ** اب یہ ظلم کرنے والے تھے، شرک کرنے والے تھے اب ان کا کوئی جگری دوست نہیں ہے کوئی ان کا مشفق دوست نہیں ہے **وَلَا شَفِيعٍ** نہیں کوئی ان کا سفارشی ہے **يُطَاعُ** جس کی بات مانی جائے مثلاً آپ دیکھیں کہ ایک طرف کہا کہ **حَمِيمٍ** ایسا دوست کہ کسی کو جیسے پٹائی ہوتے دیکھے کوئی ،کسی کو مارا جا رہا ہے کسی کو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کوئی بڑی سزا میں ہے اور وہ دوست دیکھ رہا ہے اور اس کے جذبات میں گرمی آگئی اب دیکھ نہیں پاتا بھاگا آتا ہے اور کہتا ہے اس کو چھوڑ دو اور اس کی مدد کرنا چاہتا ہے لیکن اب کوئی **حَمِيمٍ** نہیں ہے کوئی گرم جذبات والا دوست نہیں ہے نمبر 2- **وَلَا شَفِيعٍ** عام طور پر دنیا میں کوئی مشکل ہوتی ہے کوئی سفارشی آ جاتا ہے لیکن اب یہاں پر کوئی سفارشی بھی نہیں ہے جو بچانے کے لئے بھاگے اور عام طور پر سفارش دنیا میں لوگ اس کی کرواتے ہیں جس کی چلے جس کی مانی جائے اب یہاں پر **وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ** اور کوئی **شَفِيع** نہیں ہے جس کی بات مانی جائے۔ فرشتوں کو وہ سمجھتے تھے کہ شفارش کریں گے کہا کوئی سفارش نہیں ہے نہ فرشتوں کی نہ کسی اور انسان کی

آیت نمبر 19- يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

ترجمہ۔ اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں

اور اللہ کے علم کا حال تو یہ ہے وہ جانتا ہے **خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ** تو یہاں پر لفظ استعمال کیا گیا ہے **خَائِنَةَ** اور اس کے معنی کیا ہیں؟ یہ لفظ **خَائِنَةَ** خیانت سے ہے اور کہتے ہیں یہ جو **"ة "** آیا ہے یہ مبالغے کے لئے آیا ہے۔ اللہ رب العزت کیا فرمارہے ہیں کہ اللہ خیانتوں کو جانتا ہے اور کس چیز کی خیانت؟ آنکھوں کی خیانت۔ **عَين** کی جمع ہے **الْأَعْيُنِ** اب زبان سے ہم کوئی خیانت کر رہے ہیں ہاتھ سے کر رہے ہیں یہ تو نظر آ رہی ہے تو چھوٹی سی آنکھ بھلا کیا خیانت کرے گی۔ تو اللہ کسی کی سفارش کیسے مان لے؟ کوئی مدد کیسے کر دے؟ اللہ تو آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہےاور اس کے کیا معنی ہیں؟ نمبر 1- آنکھیں مار کر طعنے دینا (بعض لوگ آنکھیں مارتے ہیں طعنے دیتے ہیں) اور کیا کرتے ہیں آنکھوں سے مذاق کرتے ہیں اور کیا کرتے ہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں دوسروں کی باتیں کرتے ہیں اشارے کرتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہے آنکھوں کی خیانت کے ؟ دوسروں سے آنکھیں بچا کر غیر محرم عورتوں کو بری نظر سے چوری چوری دیکھنا صرف عورتوں کی نہیں اگر عورتیں مردوں کو اس طرح سے دیکھیں تو وہ بھی مراد ہیں اور آنکھوں کے اشارے یہاں پر پہلے آیا اور بعد میں **وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ** اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں تو **صَدَر** کی جمع **صُدُورُ** کسی کے بھی افضل اور اعلیٰ مقام کو کہا جاتا ہے کسی ملک کا صدر مقام اسی طرح جسم کا صدر جو ہے سینہ جہاں دل دھڑکتا ہے۔ دل ختم تو زندگی گئی۔ تو اب کیا ہے دل کے اندر جو کچھ ہے جو خیال، ارادہ، نیت (دل میں خیال آتا ہے آنکھ اشارہ کرتی ہے) تو وہ جو دل کے ارادے جانے، جو دل کے راز جانے ،جو دل کے خیالات

تک جانے اور اس کے ساتھ وہ آنکھوں کے اشارے بھی جانے تو وہ اللہ کسی کی سفارش کیسے مانے وہ تو خود جاننے والا ہے تو یہاں پر دراصل بتایا جارہا ہے کہ اللہ کا انصاف انصافِ کامل ہوگا اللہ کا انصاف مکمل انصاف ہوگا اور آپ کو وہ دعاآتی ہے جو اس آیت کے آخری حصے سے ملتی جلتی ہے رسول اللہ ﷺ نے وہ دعا فرمائی اب آپ دیکھیں یہ جو آیت نمبر 19 ہے یہاں پر اللہ تعالی نے اتنے زبردست طریقے سے عقیدہ شفاعت کی تردید کی اور بتایا کہ وہاں کا حال کیسا زبردست ہے اور کس طرح اللہ حساب کتاب لیں گے کتنی ڈرانے والی یہ آیت ہے اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ کی ایک بڑی خوبصورت دعا بھی ملتی ہے یہ آپ سب بھی یاد کر لیں **اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ "۔** اور اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالی سے عاجزی اور انکساری سے یہ دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کردے دل کو کس سے پاک کرنا ہے؟ نفاق سے ، اورمیرے اعمال کو ریاکاری سے پاک کردے (اور عمل کو کس سے؟ دکھاوے سے) اورمیری زبان کو جھوٹ بولنے سے پاک کردےاورمیری آنکھوں کو خیانت کے ارتکاب سے پاک کردے پس بلاشبہ تُو آنکھوں کی خیانت کرنے کو خُوب جانتا ہے اور جو کچھ دل میں مخفی ہے اسکو بھی جانتا ہے۔ تو بہرحال اصل بات کیا ہے کہ اُس دن سے ہم سب کو ڈرنا چاہئے **وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ** جس سے سینوں کے راز بھی چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ آنکھوں کی حرکت و سکنات بھی چھپی ہوئی نہیں ہیں

آیت نمبر21۔ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ترجمہ۔ اور اللہ ٹھیک ٹھیک بے لاگ فیصلہ کریگا رہے وہ جن کو (یہ مشرکین) اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں ہیں بلاشبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ اور اللہ ہی فیصلہ کرتا ہے حق کے ساتھ قاضی ہوتا فیصلہ کرنے والا تو اللہ حق کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے بالکل ٹھیک ہیں۔ کیا مطلب ہے؟ کہ کسی کی سفارش سے اللہ تعالیٰ جو حق فیصلہ ہے اس کو باطل نہیں کر دیں گے غلط نہیں کر دیں پھر فرمایا **ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ** اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں **لَا يَقْضُونَ** نہیں وہ فیصلہ کر سکتے **بِشَيْءٍ** کُچھ بھی۔ تو یہ جو ولی ہیں پیر ہیں یا مشرکین کے جو معبود ہیں تو یہ نا حمایت کر سکتے ہیں نا مخالفت کر سکتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** بے شک اللہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے۔ کیا مطلب ہے اس کا؟ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خوب سننے والی ہے حقیقی معنوں میں دیکھنے والی ہے تو اصل بات یہ ہے کہ جو باطل معبود ہیں نا سن سکتے ہیں نا دیکھ سکتے ہیں عاجز ،بے بس تو پھر کیوں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں شرک کی جڑوں کو کاٹا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ لوگوں اللہ کی طرف رجوع کرو آیت 21 اور 22 سے دوبارہ تاریخ سے دلیل دی جا رہی ہے اور اور تاریخ سے دلیل بڑا فائدہ دیتی ہے

آیت نمبر 21۔ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انہیں اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ اِن زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین میں چھوڑ گئے ہیں مگر اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا اور اُن کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا

کیا کہا **أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ** کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں زمین میں انہوں نے سیر نہیں کی۔ اہل مکہ کو ڈرایا جا رہا ہے کیونکہ وہ **تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ** تو بہت کرتے تھے تو کہا کہ کیا تم نے زمین میں سیر نہیں کی اور سیر کا مقصد کیا ہے؟ **فَيَنْظُرُوا** پس وہ دیکھتے **كَيْفَ كَانَ** کیوں کر ہوا **عَاقِبَةُ الَّذِينَ** انجام ان لوگوں کا **كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ** جو ان سے پہلے تھے۔ تو اہل مکہ اپنے سے پہلی جو قومیں تھیں ان کو دیکھتے کہ ان کا کیا انجام ہوا کیونکہ ارگرد کے علاقوں میں وہ قومیں آباد تھیں اور ان کی تباہی کے کھنڈرات، آثار ارگرد موجود تھے بحر مردار ،قوم ثمود کا علاقہ **كَانُوا هُمْ أَشَدَّ** تھے وہ شدید" **أَشَدَّ** اسم تفضیل ہے تو وہ کیسے تھے؟ **أَشَدَّ** بہت زیادہ تھے کس میں؟ **قُوَّةً** تو وہ قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے تو اہل مکہ تم بھی سردار ہو تم بھی اپنے آپ کو قوت اور جمعیت والا سمجھتے ہو تم سمجھتے ہو ہمارے بڑے باغ ہیں اور تم اپنے آپ کو فوقیت رکھنے والے سمجھتے ہو لیکن پہلی جو قومیں ہیں وہ بڑی قوت رکھنے والی تھیں قوم فرعون ہے، هامان ہے اور نمرود ہے ثمود ہے عاد ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایسی کوئی اور قومیں پیدا نہیں کیں وہ تو بہت زیادہ تھے قوت میں اور قوت سے مراد دولت کی قوت ہے، جسم کی قوت ہے، صنعت و حرفت کی قوت ہے اور جو مہارت ان کو اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور **وَآثَارًا** کا مادہ کیا ہے **(ء ث ر)** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اثر نشان کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا کہ **وَآثَارًا** نشانات ہیں **فِي الْأَرْضِ** زمین میں تو ان کے قدموں کے نشان یا یہ کہ جو بھی انہوں نے غلطیاں کیں۔ کہ کیسے کیسے انہوں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا تو زمین میں ان کی قوت اور جمعیت کا حال اور ان کے قدموں کے نشان ان کو نظر نہیں آئے۔ انہوں نے جب کفر کیا، انکار کیا، خدا بن گئے **فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ** پس اللہ نے پکڑ لیا ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے تو اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا **ذَنْب** کی جمع ہے **ذُنُوب۔** **وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ** اور نہیں تھا پھر ان کے لئے کہ کوئی ہوتا اللہ سے جو ان کو واق کر دیتا تو **(و ق ی)** ہے اور اصل میں **وَاقٍ** (اس کے بعد " ی " بھی تھی " ی " حرف علت ہے اور "ی" گر چکی ہے **وَاقی)** تو اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں کہ پھر اللہ سے بچانے والا ان کے پاس کوئی بھی نہیں تھا تو کیا بات سامنے آئی کہ اللہ جب پکڑنے پر آتا ہے تو پھر کوئی اس کو بچا نہیں سکتا فرعون کو دیکھ لیں نمرود کو دیکھ لیں هامان کو دیکھ لیں اور بھی جو پچھلی قومیں ہیں اور اللہ نے ایسا کیوں پکڑا

آیت نمبر22۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ

ترجمہ۔ یہ ان کا انجام اس لیے ہوا کہ ان کے پاس اُن کے رسول بینات لے کر آئے اور انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا آخر کار اللہ نے ان کو پکڑ لیا، یقیناً وہ بڑی قوت والا اور سزا دینے میں بہت سخت ہے

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ یہ سب اس لئے ہوا **كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ** کہ آئے تھے ان کے پاس رسول۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آتے تھے ان کے پاس ان کے رسول، انہیں میں سے رسول ان کے پاس آئے روشن نشانیاں لے کر **بِالْبَيِّنَاتِ** **بَيِّنَة** کی جمع ہے تو کھلی نشانیاں لے کر وہ آئے **فَكَفَرُوا** پس انہوں نے کفر کیا **فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ** پس پکڑ لیا ان کو اللہ نے۔ تو جب بھی کوئی قوم جھٹلاتی ہے کفر کرتی ہے انکار کرتی ہے تو اللہ کی پکڑ

آتی ہے تو عمل کا کیا اصول سامنے آرہا ہے کہ ہمیں صدق پیدا کرنا ہے۔ صداقت یہ بہت اہم خوبی ہے صادق ہونا، صدیق ہونا، سچا ہونا

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

اپنا جو جسم ہے اس کے اندر جان پیدا کرے تو انہوں نے کیا کیا؟ انکار کیا جھٹلایا تو اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اچھا ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ میں اور آپ کتنے سچے ہیں آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ جھوٹ بولتی ہیں دو باتیں ہیں ہاں یا ناں درمیان میں کچھ نہیں ہے دو ہی رویے ہیں کہ جھوٹ بولتے ہیں یا نہیں بولتے ہیں آپ کہہ رہے ہیں مصلحت کے تحت بول رہے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں ایک بات یاد رکھئے گا اگر ہم کوئی کام کرتے ہیں اقرار کرنے میں حرج نہیں ہوتا اب اقرار نہیں کریں گے یہ ایک اور جھوٹ ہو جائے گا اور جب ہم جھوٹ بولتے ہیں زبان جھوٹ کی عادی ہو جاتی ہے کبھی نہیں بھی چاہ رہے ہوتے لیکن جھوٹ بولتے ہیں ایک جھوٹ سو جھوٹ کو لے کر آتا ہے۔ ایک بول لیا اب اور بولنے پڑیں گے اور نیکی کیا کرتی ہے **"إِنَّ الخَيرَ يَاتِي الرُّشْد"**

نیکی خیر کو لاتی ہے نیکی ہمیشہ ایک اور نیکی کو جنم دیتی ہے اور کیا کرنا چاہئے سچا بننا چاہئے صدیق بننا چاہئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کی آسمان سے گواہی نازل ہو گئی واقعہ افک پہ تو سچ بولنے کی عادت ڈالیں اور سچا بن جائیں گے تو آسمان اور زمین یہ کائنات میرا اور آپ کا ساتھ دے گی صداقت پیدا کرنا آپ حدیث کی کتابیں کھول کے دیکھ لیں حدیث کی جتنی کتابیں ہیں پہلا سبق جو شروع ہوتا ہے وہ صداقت، صدق سے جب بھی آپ پڑھیں گی اوصاف کے بارے میں اچھے اوصاف میں پہلا وصف صدق ہے اخلاص **" يا نفسی أخلص تخلص "(معروف کرخی رحمہ اللہ)** اے نفس اخلاص اختیار کر کہ خلاصی پا جائے۔ تو اخلاص سچائی پیدا کریں اور اہل مکہ نے کیا کیا؟ **كَذَّبَت** دوسری قوموں نے کیا کیا ؟ **كَذَّبَت۔** تو کیا کریں ہم سچ بولنا شروع کر دیں اور دوسرا اللہ سے دعا بھی مانگا کریں کہ اللہ مجھے سچ بولنے والا بنا دے بہت زیادہ جب کثرت سے دعا مانگی جاتی ہے اللہ قبول کر لیتا ہے پھر تیسری بات کیا ہے صداقت کے لئے کہ شعوری طور پر سچ کی عادت زندگی میں اپنائیں اور نماز میں ہم جھوٹ بولتے ہیں دعائے قنوت میں ہر روز عشاء کی نماز میں ہم کیا کہتے ہیں؟ **اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ،** " اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ میں ہم کہتے ہیں **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور جب جائے نماز سے ہم اتر آتے ہیں تو اس کے بعد اللہ کی نگاہیں میرا اور آپ کا پیچھا کرتی ہیں کہاں گئی جو کہتی ہے کہ اے اللہ میں تیری بندگی کرتی ہوں اور تجھ ہی سے مانگتی ہوں تو اب کیسے یہ مزار پر چلے گی اب کیسے یہ دل کا کہنا ماننے لگی، کیسے یہ رسم و رواج پورے کرنے لگی تو کیا ہے ہم نے نماز میں جھوٹ بولا نماز کی حالت میں اور دعائے قنوت میں کیا کہتے ہیں **وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ** (دعائے قنوت) اس کو چھوڑ دیں گے جو تیرا انکار کرے گا اور کتنے دعوے کرتے ہیں کیسے اقرار کرتے ہیں۔ دعائے قنوت بندگی کا نچوڑ ہے خلاصہ ہے بڑی خوبصورت ہے دعائے قنوت **(ق ن ت)** سے ہے آپ یاد رکھیں **قانتات** تو اصل بات کیا ہے اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ ہیں وہ لوگ جن کے پاس ان کے رسول آئے کھلی نشانیاں لے کر انہوں نے جھٹلایا انہوں نے انکار کیا کفر کیا بس اللہ نے ان کو پکڑ لیا **إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ** بے شک وہ قوی ہے وہ مضبوط ہے شدید ہے **الْعِقَابِ** سخت پکڑنے والا ہے **عِقَابِ** جو ہے **عقوبت** سے ہے **عِقَابِ** یہاں پہ مصدر کے طور پر آیا ہے تو اس کی سزا بڑی سخت ہے تو آپ دیکھ لیجئے سورۃ المومن کا آغاز بھی قرآن ،توحید اور آخرت پر ایمان سے ہوا اور آج کے سبق کا اختتام بھی اس پر ہوا کہ جو انکار کرتا ہے تو اللہ پکڑتا ہے اور وہ کیسا ہے **قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ** بڑا سخت

پکڑنے والا اللہ تعالی ہم سب کو عمل کے میدان میں آگے بڑھائے اور اللہ تعالی ہمارا آسان محاسبہ کرے۔ **اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَاَ حِسَابًا يَّسِيْرًا** " اے اللہ ! ہمارا آسان حساب لینا اور ہمیں صداقت پر جما دے کھڑا کر دے قرآن صداقت ہے رسول کی زندگی صداقت ہے۔ پیغمبروں کی زندگی ہمارے لئے مثالی نمونہ ہیں ان سے ہم اپنی زندگی کے اندھیروں کو دور کریں **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ**